تحذیر الناس

اور

حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی مرحوم

از

فقیہ العصر حضرت مولانا

مفتی عبد الشکور صاحب ترمذی

نور اللہ مرقدہ

فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ

تحذیرالناس اور حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی مرحوم

حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی مرحوم نے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی کتاب ''تحذیرالناس'' کی واضح طور پر تائید فرمائی تھی، بعض لوگوں نے اس کی ایک عبارت کی بنا پر بلاسوچے سمجھے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ پر ختم نبوت زمانی کے انکار کا الزام عائد کیا تھا، حضرت خواجہ صاحب نے اپنی تحریر میں اس کی تردید فرمائی اور عبارت پر غور وخوض کے بعد معترضین کا رد فرمایا۔ بعد میں ایک دوورقی تحریر حضرت خواجہ صاحب مرحوم کی طرف منسوب کر کے بعض حضرات نے تقسیم کی جس سے یہ تاثر دیا گیا کہ حضرت خواجہ صاحب نے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے متعلق دیے گئے پہلے فتویٰ سے رجوع کرلیا ہے۔ حضرت فقیہ العصر رحمہ اللہ نے اپنے اس مضمون میں اس دوورقی تحریر کا منصفانہ جائزہ لے کر ثابت فرمایا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب سیالوی مرحوم کا پہلا فتویٰ ہی واقعے کے مطابق اور صحیح ہے۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لانبی بعدہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین وعلیٰ من تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین

امابعد! کچھ دن سے دوورقیہ ایک قلمی تحریر کا فوٹو نظر سے گزرا، جس میں ''تحذیرالناس'' سے متعلق دو مختلف فتووں کا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلے استفتاء کا ذکر ان لفظوں میں کیا گیا ہے کہ:

''کچھ عرصہ ہوا فقیر کے پاس ایک استفتاء پہنچا کہ زید یہ کہتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنیٰ صرف آخری نبی اگر نہ بھی لیا جائے بلکہ یہ معنیٰ بھی کرلیا جائے

کہ تمام انبیاء کرام حضور اقدس ﷺ کے انوار و فیوض سے مقتبس ہیں تو نہایت مناسب ہوگا کیا زید پر فتویٰ کفر لگایا جاسکتا ہے یا نہ؟ جواب لکھا کہ اس قول پر زید کو کافر نہ کہا جائے گا''۔

اس کے بعد اس دو ورقی میں لکھا ہے کہ:

''بعد میں سنا گیا کہ بعض علماء اہل سنت نے اس فقیر کے اس فتویٰ کو اس وجہ سے ناپسند کیا ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی کے رسالہ ''تحذیر الناس'' کی اس نوعیت کی عبارت پر علماء اہل سنت نے کفر کا فتویٰ دیا ہے، چنانچہ رسالہ مذکور کا مطالعہ کیا تو تحذیر الناس کی عبارت اور اس استفتاء کی عبارت میں فرق بعید ثابت ہوا الخ''۔

اس کے متعلق گزارش ہے کہ مؤخر الذکر دو ورقی تحریر اگر واقعی پیر سیال کی ہی ہے تو پھر اس کی عبارت سے صاف طور پر عیاں ہے کہ یہ تحریر ''بعض علماء اہل سنت'' کی ناپسندیدگی کی وجہ سے لکھی گئی ہے، پیر سیال کا اپنا نظریہ ''تحذیر الناس'' اور اس کے مصنف مولانا محمد قاسم نانوتوی کے متعلق وہی تھا جو انہوں نے اپنی پہلی تحریر میں لکھا تھا، جس کے الفاظ یہ ہیں، پیر سیال لکھتے ہیں:

''میں نے ''تحذیر الناس'' کو دیکھا، میں مولانا محمد قاسم صاحب کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتا ہوں، مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان کا نام موجود ہے۔ خاتم النبیین کے معنیٰ بیان کرتے ہوئے جہاں مولانا کا دماغ پہنچا ہے وہاں تک معترضین کی سمجھ نہیں گئی۔ قضیہ فرضیہ کو قضیہ واقعیہ حقیقیہ سمجھ

لیا گیا ہے'' (ڈھول کی آواز ص۱۱۶)

(۱)اس تحریر میں پیر سیال نے ''تحذیر الناس ''کو دیکھ کر کتاب کے مصنف کی تعریف کی ہے اور اس کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان قرار دیا ہے ،اور اعلیٰ درجہ کے مسلمان کو ہی ولی اللہ کہا جاتا ہے ،اسی لیے پیر سیال اس پر فخر کر رہے ہیں کہ ان کی حدیث کی سند میں مولانا محمد قاسم نانوتوی کا نام موجود ہے۔ کیونکہ پیر سیال نے مولانا عبید اللہ سندھی سے حدیث کی سند حاصل کی تھی ،اور مولانا سندھی شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کے شاگرد تھے،اور وہ مولانا محمد قاسم نانوتوی کے شاگرد تھے ،اس طرح مولانا محمد قاسم نانوتوی کا نام پیر سیال کی سند حدیث میں موجود ہے ،مولانا محمد قاسم نانوتوی پیر سیال کے پڑدادا استاذ ہوتے ہیں ،اور پیر سیال کو بجا طور پر اس پر فخر تھا کہ ان کی سند حدیث میں ایسے اعلیٰ درجہ کے مسلمان اور ولی اللہ کا نام موجود ہے ۔ امید ہے کہ وہ سند اب بھی دربار سیال میں موجود ہوگی اس کو ضائع نہیں کیا ہوگا۔ خواجہ فخر الدین صاحب بھی اس کے چشم دید گواہ ہیں ان سے معلوم کر لیا جائے۔ پیر سیال کی وفات کے بعد اور لوگوں کے علاوہ انہوں نے بھی اس سند کا تذکرہ کیا تھا۔

اب جو شخص کہتا ہے کہ پیر سیال '' نہ کسی دیوبندی مولوی کے مرید نہ ان کے شاگرد'' یہ بالکل جھوٹ بات ہے ،کیا کوئی ہوش مند شخص اپنے استاذ حدیث کے خلاف کفر کا فتویٰ لگا سکتا ہے ؟خصوصاً جبکہ پیر سیال کے استاذ گرامی جناب مولانا معین الدین صاحب اجمیری احمد رضا خان بریلوی کے محبوب مشغلہ تکفیر اور تفریق بین المسلمین کو ناپسند کرتے تھے۔

کیاپیر سیال کے علم میں یہ بات نہ آئی ہوگی ؟ یقیناپیر سیال کے علم میں مولانا معین الدین کی ناپسندیدگی ہوگی ۔ پھروہ اپنے استاذگرامی کے منشاء کے خلاف کیسے ایسااقدام کرسکتے تھے ؟

(۲) پیر سیال نے لکھاہے کہ : ''خاتم النبیین کے معنیٰ بیان کرتے ہوئے جہاں مولانا (محمد قاسم) کادماغ پہنچاہے وہاں تک معترضین کی سمجھ نہیں گئی ''۔

اس سے واضح ہے کہ پیر سیال کو معترضین کے اعتراض کاعلم اس وقت بھی تھاجب وہ پہلی تحریر لکھ رہے تھے ،مگراس وقت انہوں نے مولانا قاسم ؒ کے خاتم النبیین کے بیان کردہ معنیٰ پراعتراض کومعترضین کی کم سمجھی اوران کے فہم کی نارسائی کانتیجہ قراردیاتھا۔

اس لیے یہ کیسے باورکیاجاسکتاہے کہ پہلے تومولانامحمد قاسم ؒ کے دماغ کو اعلیٰ درجہ پربتلایاگیاہو،اب دوسری تحریرمیں اس کو''کودک نادان '' کہہ دیاگیاہو،اوریہ عذر بھی کیسے صحیح سمجھ لیاجائے کہ پہلے استفتاء اور تحذیرالناس کی عبارت میں فرق بعید ثابت ہونے کی بناپردونوں تحریروں میں فرق ہوگیا۔ اس لیے کہ پہلی تحریر بھی ''تحذیرالناس '' کو دیکھ کرہی لکھی گئی تھی ،اس وقت تواس ''کودک نادان '' کی بات اس کے دماغ کی رسائی اور معترضین کی سمجھ کی نارسائی کی بات تھی ، معلوم نہیں بعد میں کس ''کودک نادان '' نے اس عالی دماغ کو''کودک نادان '' لکھنے کاسبق دے کر بمصداق آیت وجزاء سیئة سیئة بمثلها خودکو''کودک نادان '' کہلانے کامستحق بنالیا۔

اگر پہلے استفتاء کا جواب تحذیرالناس کے دیکھے بغیر دیا جاتا تو پھر تو یہ بات درست ہوتی کہ دوسری تحریر کتاب کو دیکھ کر لکھی گئی ہے اس لیے دونوں میں فرق ہو گیا مگر عجیب بات تو یہ ہے کہ پہلی تحریر میں بھی اقرار ہے کہ میں نے ''تحذیرالناس کو دیکھا'' اب ایک دفعہ دیکھا تو اس کو عالی دماغ کا نتیجہ قرار دیا اور دوسری دفعہ دیکھا تو ''کودک نادان'' کی بات سمجھی گئی، کتاب میں تو تبدیلی نہیں آئی یقیناً دیکھنے والے ہی میں کوئی تبدیلی آئی ہے یا کر دی گئی ہے۔

پہلے تو قضیہ فرضیہ کو قضیہ واقعیہ حقیقیہ سمجھنے پر اعتراض کیا گیا تھا، پھر بعض علماء اہل سنت کے اس کو ناپسند کرنے کی وجہ سے خود ہی اس کو قضیہ واقعیہ حقیقیہ سمجھ لیا یہ عجیب سمجھ ہے؟، اس بنا پر واقعہ کے خلاف دوسری تحریر میں لکھ دیا کہ :

''تحذیرالناس'' میں کہیں بھی خاتم النبیین کا معنیٰ خاتم الانبیاء لانبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لیا گیا۔ تا کہ دو معانی مانعۃ الجمع کی تاویل کی جا سکے بلکہ آخرالانبیاء کے معنیٰ کو غیر صحیح ثابت کرنے کے الفاظ لائے گئے ہیں'' الخ۔

حالانکہ ''تحذیرالناس'' میں جا بجا خاتم النبیین کے معنیٰ خاتم الانبیاء لکھا ہوا ہے۔ ص۷،۸ پر تفصیلی دلائل کے ساتھ اس معنیٰ کو ثابت کیا ہوا ہے۔ سنیے اور پھر اس لکھنے والے کی سمجھ کی داد دیجیے کہ :

''تحذیرالناس میں خاتم النبیین کا معنیٰ خاتم الانبیاء لانبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لیا گیا''۔

''تحذیرالناس'' میں ہے :

''سواگراطلاق اور عموم ہے ،تب توثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ،ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرورثابت ہے''۔

دیکھیے خاتمیت زمانی کوبدلالت مطابقی یابدلالت التزامی کیسے صاف طریقہ سے ثابت کیاہے۔

آگے لکھتے ہیں :''ادھرتصریحات نبوی مثل انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الاانه لانبی بعدی او کماقال جوبظاہربطرزمذکوراسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے''اس باب میں کافی ہے۔

اس عبارت میں مولانامحمدقاسم نانوتوی نے آنحضرت ﷺ کی خاتمیت زمانی کوکئی طریقوں سے ثابت کیاہے :

(۱)حضوراقدس ﷺ کے لیے خاتمیت زمانی آیت خاتم النبیین سے بدلالت مطابقی ثابت ہو،خاتم کوذاتی اورزمانی سے مطلق ماناجائے۔

(۲)لفظ خاتم کی دلالت بطور عموم مجازکے دونوں قسم کی خاتمیت پر مطابقی ہو۔

(۳)دونوں میں سے ایک پرمطابقی ہواوردوسرے پرالتزامی۔ان تینوں صورتوں میں خاتمیت زمانی نص قرآنی سے ثابت ہوگی ۔

(۴)خاتمیت زمانی احادیث متواترۃ المعنیٰ سے ثابت ہے۔

(۵)خاتمیت زمانی پرامت کااجماع ہے۔

ملاحظہ کیاجائے کہ مولانامحمدقاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ خاتمیت کے لیے واضح

لفظوں میں لانبی بعدی کولفظ خاتم النبیین سے ماخوذ بتلا رہے ہیں اور اس کے معنیٰ خاتم الانبیاء لانبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھ رہے ہیں۔

مگر زیر بحث تحریر میں اس واضح تحریر کی نفی کی جا رہی ہے ، نہ معلوم اس کا کیا سبب ہے ، یہ بات تو سمجھ سے بھی تعلق نہیں رکھتی جو کہا جائے کہ غور نہیں کیا سمجھ میں نہیں آئی صرف الفاظ کے دیکھنے سے ہی اس کا علم ہو سکتا تھا۔ شاید کتاب دیکھے بغیر ہی بعض علماء اہل سنت کے ناپسند کرنے کی وجہ سے یہ بات لکھ دی مگر اس تحریر کے شروع میں تو لکھا ہے کہ : ''چنانچہ رسالہ مذکور کا مطالعہ کیا''۔

لیکن یقین نہیں آتا کہ رسالہ دیکھنے کے بعد کوئی صاحب نظر و فہم ایسی غلط بات زبان و قلم سے لکھ سکے۔

تحذیر الناس میں اس کے ساتھ ملا ہوا لکھا ہے کہ :

''کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے ، پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں ، سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہو گا جیسا کہ تواتر عدد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ حدیث مشعرہ تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا ان کا منکر کافر ، ایسا ہی اس کا منکر کافر ہو گا''۔
(تحذیر الناس ص۷،۴)

اس کے بعد لکھتے ہیں : ''اب دیکھئے کہ اس صورت میں عطف بین الجملتین اور استدراک اور استثناء مذکور ہی بغایت درجہ چسپاں نظر آتا ہے ، اور خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں

جاتی ۔ (تحذیرالناس ص۴۸)

مولانا کی اس طرح کی تصریحات کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم کے لفظ خاتم النبیین سے دونوں قسم کی خاتمیت ثابت ہوتی ہے ، ختم زمانی بھی اور ختم ذاتی بھی ۔ ان تصریحات کے ہوتے ہوئے کیا کوئی بھی سمجھ دار آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ ''تحذیرالناس'' میں کہیں بھی خاتم النبیین کا معنیٰ خاتم الانبیاء لانبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لیا گیا۔ اور یہ کہ خاتم النبیین کا معنیٰ لانبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ لینے پر مصر ہے۔ حالانکہ مولانا محمد قاسم نانوتوی اس معنیٰ کو آیت خاتم النبیین احادیث متواترہ اور اجماع امت سے پانچ طریقوں پر ثابت کر رہے ہیں جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

اس دوورقی پمفلٹ کے مصنف کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی گئی ہے کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی لکن کے ماقبل اور مابعد میں تناسب کی نفی کر رہے ہیں اسی لیے تو لکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے یہ معنیٰ (آنحضرت ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام انبیاء علیہم السلام کو فیض رساں ہیں) کر کے پوچھتے ہیں کہ :

''اب بتلایے کہ اس مستدرک منہ اور مستدرک میں فرق لکن نے کیا کیا؟ اور کیا مناسبت اس استدراک کی وجہ سے پیدا ہوئی ؟'' ۔ (دوورقی)

اگر ''تحذیرالناس'' (ص۴۸) کے اس فقرہ پر غور کیا جاتا جس میں خلاصہ بحث کے طور پر فرمایا گیا ہے کہ :

''اب دیکھیے اس صورت میں عطف بین الجملتین اور استدراک

اور استثناء مذکور بھی بغایت درجہ چسپاں نظر آتا ہے ، اور خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے''۔

تو مطلب بالکل واضح ہوجاتا اور آیت کے دونوں جملوں ماکان محمد ابااحدمن رجالکم اور ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (کہ تمہارے مردوں اور آنحضرت ﷺ کے درمیان ابوۃ جسمانی تو نہیں ہے مگرابوۃ روحانی ضرور ثابت ہے) میں ربط بھی ظاہر ہوجاتا۔ اور خاتمیت بوجہ احسن یعنی جو تینوں قسم کی خاتمیت کو شامل ہے ثابت ہوجاتی ۔

اس کے ساتھ ہی اسی صفحہ کا یہ فقرہ بھی قابل لحاظ ہے :

''حاصل مطلب آیت کریمہ کا اس صورت میں یہ ہو گا کہ ابوۃ معروفہ تو رسول اللہ ﷺ کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں پر ابوۃ معنوی امتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے ۔ کیونکہ آپ کی نبوت ذاتی ہے اور دوسرے انبیاء آپ کے فیضان سے نبی ہیں ، جیسے باپ کے فیضان والے ذریعہ کے بیٹا ہوتا ہے ۔ جب ذات بابرکات محمدی ﷺ موصوف بالذات بالنبوۃ ہوئی اور انبیاء باقی موصوف بالعرض تو یہ بات اب ثابت ہوگئی کہ آپ والد معنوی ہیں ، اور انبیاء باقی آپ کے حق میں اولاد معنوی اور امتیوں کی نسبت لفظ رسول اللہ (ﷺ) میں غور کیجئے تو یہ بات واضح ہے ، پر آیت النبی اولیٰ بالمؤمنین ملانے کی ضرورت ہے ۔ محمد رسول اللہ کو صغریٰ بنائے اور النبی اولیٰ باالمؤمنین کو کبریٰ الخ''۔ (ص ۵۰،۴۹)

پھر دیکھیے یہ نتیجہ نکلتا ہے یا نہیں کہ آنحضرت ﷺ جس طرح امتیوں کے

حق میں والد معنوی ہیں اسی طرح انبیاء سابقین کے حق میں بھی والد معنوی ہیں۔ اور لکن کے استدراک اور اس کے ماقبل ومابعد میں مناسبت بھی واضح ہے۔

بات یہ ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آیت کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بالذات فضیلت کا ذکر ہے، اور یہ اسی صورت میں درست ہوسکتا ہے کہ آپ کی خاتمیت میں براہ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال کا بیان ہو اور خاتمیت زمانی بھی اسے لازم ہو۔

براہ راست مدح اور بالذات فضیلت کے موقع پر ایسی دلیل لائی جاتی ہے جو براہ راست اس خوبی پر دلالت کرے، ایسی دلیل ایسے موقع پر نہیں لائی جاتی جس سے ضمناً والتزاماً مدح ثابت ہوتی ہو۔

اور یہ مطلب اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب کہ آیت کریمہ میں آپ کی خاتمیت ذاتی کا بیان ہو، اور خاتمیت زمانی صرف اسے لازم ہو۔

مولانا کے ارشاد کا حاصل یہ ہوا کہ جس دلیل سے ختم نبوت زمانی بالعرض ثابت ہو، اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شان خاتمیت کے بیان میں مقام مدح پر لانا جیسا کہ آیت کے استدراک سے معلوم ہوتا ہے، جبھی درست ہوسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت میں براہ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کمال کا بیان ہو، اور خاتمیت زمانی بھی صرف اسے لازم ہو۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات ہرگز نہیں کہی تھی کہ تقدم وتاخر زمانی میں بالکل ہی کوئی فضیلت نہیں ہے اور یہ کہ آیت کریمہ میں خاتمیت زمانی کا انکار ہے بلکہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے کہ تقدم وتاخر میں بالذات کچھ

فضیلت نہیں ہے، البتہ اس میں بالعرض فضیلت ہے، سب سے آخر میں اسی کو ہونا چاہیے جس کا مرتبہ سب سے عالی اور بلند ہو۔

بہرحال ''تحذیرالناس'' سے آپ ﷺ کے لیے ختم نبوت کی تینوں قسموں کا اثبات واضح ہے اس سے ختم نبوت زمانی کا انکار ہرگز ہرگز لازم نہیں آیہ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ پر بلاوجہ کی تہمت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب